**دور حاضر میں دین اسلام پر مضبوطی سے قائم رہنے کا آسان طریقہ**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ کریم

بے شک اسلام ایک امن پسند ،سچا ،پیارا ، کامل و اکمل، انتہائی تیزی کے ساتھ پھیلنے والا اللہ رب العزت کا محبوب و پسندیدہ ،واحد عالمگیر مذہب ہےاسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں اس کے ماننے اور چاہنے والوں کے لیے بہترین اصول و ضوابط اور شاندار ہدایات موجود ہیں جس شاہراہ ہدایت پر چل کر اپنی دنیاوی اور اُخروی زندگی کو کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کر سکتے ہیں ۔

اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا۪-وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًاۚ-وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَاؕ-كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ(۱۰۳)

**ترجمہ**: ‌ اور تم سب مل کراللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو اور آپس میں تفرقہ مت ڈالو اوراللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں ملاپ پیدا کردیا پس اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے اور تم تو آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچالیا۔ اللہ تم سے یوں ہی اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے تاکہ تم ہدایت پاجاؤ۔

مذکورہ آیت کریمہ میں لفظ "حبل اللہکی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے ارشاد فرمایا کہ حبل اللہ سے جماعت مراد ہے (معجم الکبیر:٩/٢١٢ الحدیث ٩٣٣)

اور فرمایا کہ تم جماعت کو لازم کر لو کہ وہ حبل اللہ ہے جس کو مضبوط تھام نے کا حکم دیا گیا ہے (معجم الکبیر الحدیث ٨٩٧٣)

**نوٹ :** یہ بات یاد رہے کہ جماعت سے مراد مسلمانوں کی اکثریت ہے یہ نہیں کہ تین آدمی مل کر جماعت المسلمین نام رکھ لیں اور بولے کے قرآن نے ہمارے ٹولی میں داخل ہونے کا کہا ہے اعوذ باللہ من جھل الجاھلیۃ میں جاہلوں کی جہالت سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں ۔

اور جماعت سے وابستگی ہی ایمان کے بچاؤ کی ضمانت ہے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد احادیث مقدسہ میں صالح اور صحیح العقیدہ جماعت میں شمولیت کو اللہ تعالی کے فضل و کرم اور ولایت کے حصول کے مترادف قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا : لا یجمع اللّٰہ ھذہ الأمۃ علی الضلالۃ ابدا. و ید اللّٰہ علی الجماعۃ.فاتبعوا السواد الأعظم، فإنہ من شذ، شذ فی النار.( حاکم المستدرک علی الصحیحین)

ترجمہ : اللہ تعالی اس امت کو کبھی بھی گمراہی پر اکھٹا نہیں فرمائے گا اللہ تعالی کا دست قدرت جماعت پرہوتا ہے پس سب سے بڑی جماعت کی اتباع کرو اور جو اس جماعت سے الگ ہوتا ہے وہ آگ میں ڈال دیا جاتا ہے اس جیسی متعدد احادیث مبارکہ موجود ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دور فتن میں ایمان کے تحفظ کے لئے جماعت میں شمولیت کو ضروری قرار دیا ہے اور وہ جماعت جماعت اہلسنت و الجماعت ہے جو ما انا علیہ واصحابی کی شاہراہ ہدایت پر گامزن ہے۔

**استقامت فی الدین:**

اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ(۳۰)

ترجمہ: بیشک جنہوں نے کہا :ہمارا رب اللہ ہے پھر (اس پر) ثابت قدم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں (اور کہتے ہیں ) کہ تم نہ ڈرواور نہ غم کرو اور اس جنت پر خوش ہوجاؤجس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

**استقامت کے معنی:**

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ’’اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا‘‘ پھرآپ نے فرمایا:لوگوں نے یہ کہا،یعنی ہمارارب اللہ ہے، پھران میں سے اکثرکافرہوگئے ۔تو جوشخص اسی قول (کہ ہمارا رب اللہ ہے) پرڈٹارہاحتی کہ مرگیا،وہ ان لوگوں میں سے ہے جو اس قول پر ثابت قدم رہے۔( ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ حم السجدۃ، ۵ / ۱۶۸، الحدیث: ۳۲۶۱)

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ،میں نے عرض کی: یا رسولَ اللہ! ﷺ، مجھے اسلام کے بارے میں کوئی ایسی بات بتائیے کہ میں آپ کے بعد کسی اور سے (اس بارے میں ) سوال نہ کروں ۔ارشاد فرمایا’’تم کہو:میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا،پھر ا س (اقرار) پر ثابت قدم رہو۔( مسلم، کتاب الایمان، باب جامع اوصاف الاسلام، ص۴۰، الحدیث: ۶۲(۳۸)

حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عنہ سے دریافت کیا گیا :اِستقامت کیا ہے ؟آپ نے فرمایا اِستقامت یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا :اِستقامت یہ ہے کہ بندہ اَمرونہی (یعنی احکامات پر عمل کرنے اور ممنوعات سے بچنے) پر قائم رہے اورلومڑی کی طرح حیلہ سازیاں کرکے راہِ فراراختیارنہ کرے۔

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا :اِستقامت یہ ہے کہ بندہ عمل میں اخلاص پیدا کرے ۔

حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: اِستقامت یہ ہے کہ بندہ فرائض (کو پابندی کے ساتھ) ادا کرے۔خازن، فصلت، تحت

الآیۃ: ۳۰، ۴ / ۸۵)

ان تمام مذکورہ احادیث و اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالی کی وحدانیت کا اقرار کرے اور اخلاص کے ساتھ نیک اعمال کرنے پر ثابت قدم رہے۔

**استقامت فی الدین کے لئے لازم امور:**

**نمبر 1: تعلق با اللہ:**

تعلق باللہ اللہ تعالی کی ذات سے خاص وابستگی نسبت بندگی کی سچائی اور اس محبت کے والہانہ پن کا نام ہے جو بندہ ہونے کے ناتے ہر مسلمان کے دل میں اپنے خالق اور معبود حقیقی کے لئے ہونا چاہئے اور یہ تعلق بندگی ہی ہے جس کی وجہ سے انسان اشرف المخلوقات کہا گیا ہے یہ نسبت جس قدر محکم اور پختہ ہو گی اسی طرح اس کا مقام و مرتبہ بھی بلند تر ہوتا چلا جائے گااور بندگی کا تقاضا ہی یہی ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے مالک کے حضور سراپا نیاز بن کر ر ہیں اور اس کے حکم کے آگے چوں نہ کرے اور اسی کی حقیقت کو قرآن مجید نے واضح الفاظ میں بیان کیا :وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ(۵۶)

ترجمہ: اور میں نے جن اور آدمی اسی لئے بنائے کہ میری عبادت کریں ۔تاکہ ان کا بنیادی تعلق بہرحال اللہ ہی سے ر ہے زندگی کا مقصد بہرحال یہی ہے اور اس مقصد کو بجا لانے میں انسان کا اپنا فائدہ ہے امت مسلمہ کو بالخصوص اس آیت مبارکہ کے ذریعہ نصیحت کی گئی ہے کہ وہ اللہ سے اپنے اس تعلق کو اپنی نگاہوں سے اوجھل نہ ہونے دے اور کبھی اس مقصد سے غافل نہ ہونے پائے۔

**نمبر 2:حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ذات اور اسوہ سے پختہ تعلق۔**

اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْؕ-وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(۳۱)

ترجمہ:اے حبیب! فرما دو کہ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے فرمانبردار بن جاؤ اللہ تم سے محبت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے محبت ایک مسلمان کے لئے ایمان کی بنیاد ہے بلکہ مسلمان کا ایمان بھی اسی وقت کامل ہوتا ہے کہ جب وہ آقا کریم علیہ الصلوۃ والسلام کو ہر چیز سے زیادہ عزیز اور پیارا جانے، ایک مومن کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا معیار اور پیمانہ کیا ہونا چاہیے اس امرکو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ارشادات عالیہ کی روشنی میں واضح فرما دیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:لا يُؤْمِنُ أحدُكم حتى أَكُونَ أَحَبَّ إليه مِن وَلَدِه، ووالِدِه، والناس أجمعين.

**ترجمہ:** حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ اس کی اولاد اور اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

**محبت رسول ﷺ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی کی وارفتگی:**

عَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صلی الله عليه وآله وسلم : لَا يُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتّٰی أَکُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِه وَوَلَدِه وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ.)مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ )بخاري ، کتاب الإيمان، باب حبّ الرسول صلی الله عليه وآله وسلم من الإيمان، 1 / 14، الرقم : 15، )

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اُس کے والد (یعنی والدین)، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے محبوب تر نہ ہو جاؤں۔

عَنْ عَبْدِ اﷲِ بْنِ هِشَامٍ رضی الله عنه قَالَ : کُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلی الله عليه وآله وسلم ، وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ : يَا رَسُوْلَ اﷲِ، لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ کُلِّ شَيئٍ إِلاَّ مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی الله عليه وآله وسلم : لَا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِه، حَتّٰی أَکُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْکَ مِنْ نَفْسِکَ. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ : فَإِنَّهُ الآنَ، وَاﷲِ، لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی الله عليه وآله وسلم : الآنَ يَا عُمَرُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.) اخرجه البخاري في الصحيح، کتاب الأيمان والنذور، باب کيف کانت يمين النبي صلی الله عليه وآله وسلم ، 6 / 2445، الرقم : 6257.(

حضرت عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ ہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نےعمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا : یا رسول اللہﷺ! آپ مجھے اپنی جان کے سوا ہر ایک چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! (تم اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے) یہاں تک کہ میں تمہیں اپنی جان سے بھی محبوب تر نہ ہو جاؤں ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا : (یا رسول اﷲ!) اللہ (ربّ العزت) کی قسم! اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : اے عمر! اب (تمہاری محبت کامل ہوئی) ہے۔

ایک بار امیر المومنین امام المتقین حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے کسی نے سوال کیا کہ آپ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسی محبت کرتے ہیں تو حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم نے فرمایا :کَانَ وَاللہِ اَحَبُّ اِلَیْنَا مِنْ اَمْوَالِنَا وَاَوْلَادِنَا وَاَبَائِنَاوَاُمَّھَاتِنَا وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ عَلَی الظَّمَاءِ۔خدا کی قسم! حُضُوْر عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہمارے مال،ہماری اولاد،ہمارے باپ، ہماری ماں اورسخت پیاس کے وقت ٹھنڈے پانی سے بھی بڑھ کر ہمارے نزدیک محبوب ہیں۔ (الشفاء،القسم الثانی،الباب الثانی،فصل فیماروی عن السلف)

آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے کمال عشقِ رسول کا اندازہ صلحِ حدیبیہ کے اس واقعے سے بھی ہوتا ہے کہ جب نبیِّ اکرم،رحمتِ دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مُعاہدہ لکھنے کے لیے حضرت سَیِّدُنا عَلیُ المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہ الْکَرِیْم کو حکم فرمایا، معاہدے کی شرائط لکھوانے کے بعد آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایالکھو،ھَذَ ا مَا قَا ضٰی عَلَیْہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ ا ﷲِ یعنی یہ وہ شرائط ہیں جن پر قُریش کے ساتھ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے رسول محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صلح کا فیصلہ کِیا۔ یہ سن کر مشرکین میں سے ایک شَخْص سُہَیْل بن عَمْرو بولا: اگر ہم آپ کو اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا رسول مانتے تو بَیْتُ اللہ سے نہ روکتے اورنہ ہی جنگ کرتے لہٰذا ’’مُحَمَّدٌرَّسُولُ اللہِ‘‘کے بجائے ’’محمد بن عبداللہ‘‘ لکھئے توپیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میں محمد بن عبداللہ بھی ہوں اورمُحَمَّدٌرَّسُولُ اللہ بھی ہوں ۔ پھر آپ علیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے سَیِّدُنا عَلیُ الْمُرتَضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو فرمایا:کہ(لفظِ) ”مُحَمَّدٌرَّسُولُ اللہ“مٹا دو اور اس جگہ ”محمدبن عبداللہ“ لکھ دو۔سَیِّدُناعَلیُ الْمُرتَضیٰرَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عَرْض کِی:یَارَسُولَاللہ!میں آپ کا نامِ نامی اسمِ گرامی ہرگز نہیں مٹا سکتا ،تو پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وہ معاہدہ لیا اور خوداس پر(لفظِ رَسُولُاللہ مٹا کر) محمد بن عبدُاللہ تحریر فرمادیا۔(صحیحُ البخاری ،کتابُ الصُّلح ،باب کیف یکتب ھذاماصالح ۔۔الخ، ج۲/۲۱۲، الحدیث: ۲۵۹۹)

لہذا محبت رسول اور طریقہ رسول ہی استقامت فی الدین اور ہماری کامیابی کا زینہ ہے لہذا ضرورت ہے کہ ہم مسلمان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رجحانات و خیالات کو سو فیصد اپنانے کی سعئ اور کوشش کریں۔

آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے والی ہر چیز کی عظمت و محبت ہمارے دلوں میں ہوں آپ کی تعلیمات اور طریقہ ہر ہر چیز پر مقدم ہو بڑی سے بڑی خواہش کی اس کے سامنے کوئی وقعت اور حیثیت نہ ہو پھر کیا ہے ۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

**نمبر 3:محبت اہل بیت:**

استقامت فی الدین کی تیسری لازمی چیز ہے محبت اہل بیت کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اس لیے کہ محبت اہل بیت کرام تکمیل ایمان کا ذریعہ ہے ان کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رہنے والا کبھی گمراہ نہیں ہوتا ہے اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًاۚ(۳۳)

ترجمہ:اے نبی کے گھر والو! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کرکے خوب صاف ستھرا کردے۔اور اللہ کے نبی مصطفی جانے رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمیشہ ان کا لحاظ رکھنے اور ان کی عزت و تکریم کی تلقین فرمائی محبت و عظمت اہل بیت کے بارے میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: إنِّي تاركٌ فيكم ما إن تمسَّكتُم به لن تضلُّوا بعدي - أحدُهما أعظمُ من الآخَر -:كتاب الله، حبْلٌ ممدودٌ من السَّماء إلى الأرض، وعِترتي أهل بيتي، ولن يتفرَّقَا حتى يرِدَا عليَّ الحوضَ، فانظروا كيف تَخلُفوني فيهما)

ترجمہ : میں تم میں ایسی دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم نے انہیں مضبوطی سے تھامے رکھا تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے ان میں سے ہر ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے ۔

**نمبر 1:** اللہ کی کتاب کہ آسمان سے زمین تک دراز رسی ہے نمبر 2: اور میری اولاد یعنی اہل بیت یہ دونوں چیزیں ہرگز جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر آکر ملے لہذا دیکھنا یہ ہے کہ تم لوگ میرے بعد ان دونوں سے کیا سلوک کرتے ہو۔

سسن ترمزی ابواب المناقب، میں حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: أحبوا الله لما يغذوكم به من نعمه، وأحبوني لحب الله، وأحبوا أهل بيتي لحبي. رواه الترمذي.

ترجمہ:جو نعمت اللہ تعالی تمہیں دے رہا ہے اس کےسبب اس سے محبت رکھو اور مجھ سے محبت الہی کے سب محبت رکھو اور میری محبت کے سبب میرے اہل بیت سے محبت رکھو۔

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے ارشاد فرمایا : ارقبوا محمدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فی اھل بیتہ ۔

ترجمہ: اے لوگوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو یعنی ان سے سلوک میں حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا لحاظ رکھو اور انھیں تکلیف نہ پہنچاؤ۔

حضرت سیدنا مطلب بن ربیعہ ابن حارث رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں ایک بار شعر۔۔۔۔ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے چچا حضرت سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالی عنہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے میں بھی اس وقت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر خدمت تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ما اغضپک آپ غصے میں کیوں ہیں انہوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کی عجیب حالت ہے جب آپس میں ملتے ہیں تو خوشی خوشی ملتے ہیں لیکن جب ہم سے ملاقات کرتے ہیں تو ان کی حالت بھی غیر ہوجاتی ہے راوی فرماتے ہیں کہ یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم جلال میں آ گئے یہاں تک کہ چہرہ انور سرخ ہوگیا پھر مصطفی جانے رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:والذي نفسي بيدِهِ، لا يَدْخُلُ قلبَ رجلٍ الإيمانُ حتى يُحِبَّكم للهِ ولرسولِهِ،۔

ترجمہ: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کسی شخص کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اللہ اور رسول کی خاطر اہل بیت سے محبت نہ رکھے۔

دورِ صَحابہ سے لے کر آج تک اُمّتِ مسلمہ اہلِ بیت سے محبت رکھتی ہے، چھوٹے بڑے سبھی اہلِ بیت سے مَحبت کا دَم بھرتے ہیں۔

حضرت علّامہ عبدالرءوف مُناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کوئی بھی امام یا مجتہد ایسا نہیں گزرا جس نے اہلِ بیت کی محبت سے بڑا حصّہ اور نُمایاں فخر نہ پایا ہو۔(فیض القدیر،ج 1،ص256)

حضرت علّامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:جب اُمّت کے ان پیشواؤں کا یہ طریقہ ہے تو کسی بھی مؤمن کو لائق نہیں کہ ان سے پیچھے رہے۔(الشرف المؤبد لآل محمد، ص94)

تفسیرِ خزائنُ العرفان میں ہے:حُضور سیّدِعالم ﷺکی محبّت اور آپ کے اقارب کی مَحبّت دِین کے فرائض میں سے ہے۔(خزائنُ العرفان، پ25،الشوریٰ، تحت الآیۃ:23، ص894)

**صَحابَۂ کرام کا حضرت عبّاس کی تعظیم و توقیر کرنا:**

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان حضرت سیّدُنا عباس رضی اللہ عنہ کی تعظیم و توقیر بجا لاتے، آپ کے لئے کھڑے ہوجاتے، آپ کے ہاتھ پاؤں کا بوسہ لیتے، مُشاوَرت کرتے اور آپ کی رائے کو ترجیح دیتے تھے۔(تہذیب الاسماء،ج 1،ص244، تاریخ ابنِ عساکر،ج 26،ص372)

حضرت سیّدُنا عباس رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت میں تشریف لاتے تو حضرت سیّدُنا ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ بطورِ اِحترام آپ کے لئے اپنی جگہ چھوڑ کر کھڑے ہوجاتے تھے۔(معجمِ کبیر،ج 10،ص285، حدیث:10675)

حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کہیں پیدل جارہے ہوتے اور حضرت سیّدُنا عمر فاروق اور حضرت سیّدُنا عثمان ذُوالنُّورَین رضی اللہ عنہما حالتِ سواری میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرتے تو بطورِ تعظیم سواری سے نیچے اُتر جاتے یہاں تک کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ وہاں سے گزر جاتے۔(الاستیعاب،ج 2،ص360)

**سیّدُنا صِدّیقِ اکبر کی اہلِ بیت سے محبت:**

ایک موقع پر حضرت سیّدُنا ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کے سامنے اہلِ بیت کا ذِکر ہوا تو آپ نے فرمایا:اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قُدْرت میں میری جان ہے! رسولِ پاک ﷺکے قَرابَت داروں کے ساتھ حُسنِ سُلوک کرنا مجھے اپنے قَرابَت داروں سے صِلۂ رحمی کرنے سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے۔ (بخاری،ج2،ص438،حدیث:3712)

ایک بار حضرت سیّدُنا صِدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:رسولِ اکرم ﷺکے احترام کے پیشِ نظر اہلِ بیت کا احترام کرو۔(سابقہ حوالہ، حدیث: 3713)

**امام حَسَن کو کندھے پر بٹھایا:**

حضرت عُقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیّدُنا ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ نے ہمیں عصرکی نَماز پڑھائی، پھر آپ اور حضرت علیُّ الْمُرتضیٰ کَرَّمَ اللہ وجہَہُ الکریم کھڑے ہوکر چل دئیے، راستے میں حضرت حَسن کو بچّوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا تو حضرت سیّدُنا صِدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے کندھے پر اُٹھا لیا اور فرمایا: میرے ماں باپ قربان! حُضورِ اکرم ﷺ کے ہم شکل ہو، حضرت علی کے نہیں۔ اس وقت حضرت علیُّ الْمُرتضیٰ کَرَّمَ اللہ وجہَہُ الکریم مُسکرا رہے تھے۔(سنن الکبریٰ للنسائی،ج 5،ص48، حدیث:8161)

**سیّدُنا فاروقِ اعظم کی اہلِ بیت سے مَحّبت:**

ایک بار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت سیّدَتُنا فاطمۃُ الزَّہراء رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے تو فرمایا:اے فاطمہ! اللہ کی قسم! آپ سے بڑھ کر میں نے کسی کو حُضورِ اکرم ﷺ کا محبوب نہیں دیکھا اور خدا کی قسم! آپ کے والدِ گرامی کے بعد لوگوں میں سے کوئی بھی مجھے آپ سے بڑھ کر عزیز و پیارا نہیں۔(مستدرک،ج 4،ص139، حدیث:4789)

**خُصوصی کپڑے دئیے:**

ایک موقع پر حضرت سیّدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضراتِ صَحابَۂ کرام کے بیٹوں کو کپڑے عطا فرمائے مگر ان میں کوئی ایسا لباس نہیں تھا جو حضرت امام حسن اور امام حُسین رضی اللہ عنہما کی شان کے لائق ہو تو آپ نے ان کے لئے یمن سے خُصوصی لباس منگوا کر پہنائے، پھر فرمایا: اب میرا دل خوش ہوا ہے۔(ریاض النضرۃ،ج1،ص341)

**وظیفہ بڑھا کردیا:**

یوں ہی جب حضرت سیّدنافاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے وظائف مقرر فرمائے تو حضراتِ حَسَنَینِ کَرِیْمَین کے لئے رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی قَرابَت داری کی وجہ سے اُن کے والد حضرت علیُّ الْمُرتضیٰ کَرَّمَ اللہ وجہَہُ الکریم کے برابر حصّہ مقرر کیا، دونوں کے لئے پانچ پانچ ہزار دِرہم وظیفہ رکھا۔(سیراعلام النبلاء،ج3،ص259)

**حضرت امیرمُعاویہ کی اہلِ بیت سے محبت:**

حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت علیُّ الْمُرتضیٰ کَرَّمَ اللہ وجہَہُ الکریم کے چند نُقُوش بھی آلِ ابوسفیان (یعنی ہم لوگوں) سے بہتر ہیں۔(الناھیۃ، ص59)

آپ نے حضرت علیُّ الْمُرتضیٰکَرَّمَ اللہ وجہَہُ الکریم اور اہلِ بیت کے زبردست فضائل بیان فرمائے۔(تاریخ ابن عساکر،ج 42،ص415)

آپ نے حضرت علیُّ الْمُرتضیٰکَرَّمَ اللہ وجہَہُ الکریم کے فیصلے کو نافِذ بھی کیا اور علمی مسئلے میں آپ سے رُجوع بھی کیا۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی،ج10،ص205، مؤطا امام مالک،ج2،ص259)

ایک موقع پر آپ نے حضرت ضَرّار صَدائی سے تقاضا کرکے حضرت علیُّ الْمُرتضیٰ کَرَّمَ اللہ وجہَہُ الکریم کے فضائل سنے اور روتے ہوئے دُعا کی:اللہ پاک ابوالحسن پر رحم فرمائے۔ (الاستیعاب،ج 3،ص209)

یوں ہی ایک بار حضرت امیرمُعاویہ نے حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: یہ آبا و اَجْداد، چچا و پھوپھی اور ماموں و خالہ کے اعتبار سے لوگوں میں سب سے زیادہ معزز ہیں۔(العقد الفرید،ج 5،ص344)

آپ ہم شکلِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم ہونے کی وجہ سے حضرت امام حَسَن کا احترام کرتے تھے۔ (مراٰۃ المناجیح،ج 8،ص461)

ایک بار آپ نے امام عالی مقام حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ کی علمی مجلس کی تعریف کی اور اُس میں شرکت کی ترغیب دلائی۔(تاریخ ابن عساکر،ج14،ص179)

**اہلِ بیت کی خدمت میں نذارنے:**

حضرت امیرمُعاویہ رضی اللہ عنہ نے سالانہ وظائف کے علاوہ مختلف مواقع پر حضراتِ حَسَنَینِ کَرِیْمَین کی خدمت میں بیش بہا نذرانے پیش کئے، یہ بھی محبت کا ایک انداز ہے، آپ نے کبھی پانچ ہزار دینار، کبھی تین لاکھ دِرہم تو کبھی چار لاکھ درہم حتی کہ ایک بار40کروڑروپے تک کا نذرانہ پیش کیا۔(سیراعلام النبلاء،ج 4،ص309،طبقات ابن سعد،ج 6،ص409، معجم الصحابہ،ج 4،ص370، کشف المحجوب،ص77، مراٰۃ المناجیح،ج 8،ص460)

**حضرت عبد اللہ بن مسعود کی اہلِ بیت سے محبت:**

حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:آلِ رسول کی ایک دن کی محبت ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔(الشرف المؤبد لآل محمد، ص92)

نیز آپ فرمایا کرتے تھے:اہلِ مدینہ میں فیصلوں اور وِراثت کا سب سے زیادہ علم رکھنے والی شخصیت حضرت علی کَرَّمَ اللہ وجہَہُ الکریم کی ہے۔(تاریخ الخلفاء،ص135)

**حضرت ابوہریرہ کی اہلِ بیت سے محبت:**

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:میں جب بھی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھتا ہوں تو فَرطِ مَحبّت میں میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں۔(مسند امام احمد،ج 3،ص632)

**پاؤں کی گرد صاف کی:**

ابومہزم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ہم ایک جنازے میں تھے تو کیا دیکھا کہ حضرت سیّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے کپڑوں سے حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ کے پاؤں سے مٹی صاف کررہے تھے۔(سیراعلام النبلاء،ج 4،ص407)

**حضرت عَمْرو بن عاص کی اہلِ بیت سے محبت:**

عیزار بن حریث رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت عَمْرو بن عاص رضی اللہ عنہ خانۂ کعبہ کے سائے میں تشریف فرما تھے، اتنے میں آپ کی نظر حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ پر پڑی تو فرمایا:اس وقت آسمان والوں کے نزدیک زمین والوں میں سب سے زیادہ محبوب شخص یہی ہیں۔(تاریخ ابن عساکر،ج14،ص179)

لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ ساداتِ کرام اور آلِ رسول کا بے حَدادب و احترام کریں، ان کی ضَروریات کا خیال رکھیں، ان کا ذِکرِخیر کرتے رہا کریں اور اپنی اولاد کو اہلِ بیت و صَحابَۂ کرام کی محبت و احترام سکھائیں۔

**نمبر4 : چوتھی لازم اور ضروری چیزامر بالمعروف و نہی عن المنکر کا ذہن:**

امت مسلمہ صرف ’کلمہ گو‘ جماعت نہیں بلکہ داعی الی الخیر بھی ہے۔یہ اس کے دینی فرائض میں داخل ہے کہ بنی نوع انسان کی دنیا کی سرافرازی اور آخرت کی سرخروئی کے لیے جو بھی بھلے کام نظر آئیں ، بنی آدم کو اس کا درس اور اس کی مخالف سمت چلنے سے ان کو روکے ۔اس فریضہ سے کوئی مسلمان بھی مستثنیٰ نہیں۔ مسلم معاشرے کے ہرفرد کا فرض ہے کہ کلمہ حق کہے ،نیکی اور بھلائی کی حمایت کرے اور معاشرے میں جہاں بھی غلط اور ناروا کام ہوتے نظر آئیں ان کوروکنے میں اپنی ممکن حد تک پوری کوشش صرف کرے ۔ ایمان باللہ کے بعد دینی ذمہ داریوں میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیناسب سے بڑی ذمہ داری ہے.

اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِؕ-وَ لَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْؕ-مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ(۱۱۰)

ترجمہ:(اے مسلمانو!) تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی ہدایت ) کے لئے ظاہر کی گئی، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہواور اگر اہلِ کتاب (بھی) ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہتر تھا، ان میں کچھ مسلمان ہیں اور ان کی اکثر یت نافرمان ہیں ۔

ایک اور مقام پر اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: يُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِی الْخَيْرٰتِ ط وَاُولٰٓئِکَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَo

ترجمہ:وہ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں اور بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سےمنع کرتے ہیں اور نیک کامویں تیزی سے بڑھتے ہیں اور یہی لوگ نیکوکاروں میں سے ہیں۔

**معاشرے کی برائیوں کو روکنے کے تین درجے ہیں۔**

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اﷲِ صلی الله عليه وآله وسلم قَالَ : مَنْ رَأَی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ. فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ. فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ. وَذَالِکَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ.

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اﷲ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : تم میں سے جو کسی برائی کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روکنے کی کوشش کرے اور اگر اپنے ہاتھ سے نہ روک سکے تو اپنی زبان سے روکے اور اگر اپنی زبان سے بھی روکنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو (کم از کم اس برائی کو) اپنے دل میں برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔(أخرجه مسلم کتاب الإيمان، باب بيان کون النهي عن المنکر من الإيمان، 1 / 69، الرقم / 49،)

**نمبر 5 :** **بری صحبت سے بچنا:**

یہ بات بالکل عین حقیقت ہے کہ انسان سب سے زیادہ اپنے دوستوں کا اثر قبول کرتا ہے جس طرح ہوا پھولوں سےگزرتی ہے تو اپنے ساتھ خوشبو لاتی ہے اسی طرح گندگی کے ڈھیر سے گزرتی ہے تواپنے ساتھ بدبو لے آتی ہے۔

برے دوست کی سنگت اور صحبت انسان کے لیے شیطان سے زیادہ نقصان دہ ہے اور بدعقیدہ کی دوستی اور صحبت برے دوست اور شیطاں لعین سے بھی زیادہ نقصان دہ ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں تم لوگوں کے ساتھ پتھر منتقل کرو یہ اس سے بہتر ہے کہ برے لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر حل وہ کھاؤ ۔

فارسی کا مشہور مقولہ ہے کہ صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند۔

اچھے لوگوں کی صحبت لوگوں میں تعمیر سوچ پیدا کرتی ہے اور نیک کاموں کی طرف مائل کرتی ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں صحابہ اور صحابیات کی شخصیت ستاروں کی مانند پروان چڑھی جو رہتی دنیا تک مشعل راہ ہے۔

**نمبر 6:** **وسوسوں سے بچنا :**

شیطان لعین کا سب سے پہلا کام یقین کی جڑ کا ٹنا اور اس کی جگہ شک کا بیج بو دینا ہے شیطانی عمل کی ابتدا یہیں سے ہوتی ہے اور جب اسی میں لگا رہتا ہے تو وہ بے مقصد سوالات پر سوالات اٹھاتا چلا جاتا ہے اس صورتحال میں بندہ اس دلدل میں پھنستا چلا جاتا ہے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ بدنصیب شخص سیدھے راستے سے بھٹک جاتا ہے اس وسوسے منزل کی جانب اس کا سفر رک جاتا ہے اور وہ ہر وقت وسوسوں میں ہی مبتلا رہتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ قرآن کریم کے ذریعے سوچ کو بدلیں اور وسوسوں کی جگہ یقین کو مستحکم کریں اللہ رب العزت قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے .ہذا بیان للناس وھدا و موعظۃ لالمتقین.

ترجمہ: یہ قرآن واضح بیان ہے لوگوں کے لیے اور ہدایت ہے اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہے جو سوچ قرآن پیدا کرنا چاہتا ہے وہی سوچ حق ہے اس کے علاوہ کیوں کب اور کیسے سے متعلق جو بھی سوچ آئے گی وہ شیطانی وسوسہ ہوگا اور ایمان کے خلاف ہوگا لہذا استقامت دین کے لئے وسوسوں سے بچنا بےحد ضروری ہے.

**نمبر 7:** **اہل حق کے واسطے تربیت کا اہتمام ہونا:**

اہل حق کے واسطے تربیت کا اہتمام ہونا بے حد ضروری اور لازمی چیز ہے اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا :وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَََ۔

ترجمہ:اور سمجھاؤ کہ سمجھانا ایمان والوں کو فائدہ دیتا ہے۔

اس لیے ہر معاشرے اور سوسائٹی میں اہل حق کی تربیت کے واسطے ہفتہ وارانہ محفل منعقد کرکے روزمرہ کے مسائل سے انہیں آگاہ کرتے رہیں ۔

**محمدآزاد مصباحی،خلیفئہ حضور شیخ الاسلام والمسلمین**

خطیب و امام حسینی مسجد

و

صدر المدرسین

مدرسہ حسینیہ فیض غریب نواز

سرخیز،احمدآباد (گجرات)

موبائل نمبر: 7524944359